سُورَةُ الدُّخَانِ

سُوْرَۃُ الدُّخَان

سورۂ دُخان کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ دُخان مکۂ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔(1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس میں 3 رکوع اور 59 آیتیں ہیں۔

”دُخان“ نام رکھنے کی وجہ

عربی میں دھوئیں کو ’’دُخان‘‘ کہتے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر 10 میں دھوئیں کا ذکر ہے، اس مناسبت سے اس سورت کو سورۂ دُخان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

سورۂ دُخان کے فضائل

(1)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جس نے رات کے وقت سورۂ حٰمٓ دُخان کی تلاوت کی تو وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کر رہے ہوں گے۔‘‘(2)

(2)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جس نے جمعہ کی رات میں سورۂ حٰمٓ دُخان پڑھی اسے بخش دیا جائے گا۔‘‘(3)

(3)......حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پرنور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جس

1......خازن، تفسیر سورۃ الدخان، ٤/١١٢.

2......ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل حم الدخان، ٤/٤٠٦، الحدیث: ٢٨٩٧.

3......ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل حم الدخان، ٤/٤٠٧، الحدیث: ٢٨٩٨.

www.dawateislami.net

نے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں سورۂ حٰمٓ دُخان پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔‘‘[(1)]

سورۂ دُخان کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون توحید و رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے کا بیان ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں

(1)......اس سورت کی ابتداء میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام اہم کام فرشتوں کے درمیان تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اور یہ بتایا گیا کہ کفارِ مکہ قرآنِ مجید کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں اور جس دن انہیں عذاب دیا جائے گا تو اس دن وہ عذاب دور کئے جانے کی فریاد کریں گے اور ایمان قبول کرنے کا اقرار کریں گے اور ان کا حال یہ ہے کہ اگر ان سے عذاب دور کر دیا جائے تو بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ یہ نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے واضح معجزات دیکھ کر ایمان نہیں لائے تو اب کہاں لائیں گے اور یہی حال ان سے پہلے کفار کا تھا کہ وہ بھی روشن نشانیاں دیکھنے کے باوجود اپنے کفر پر قائم رہے، اور اس کی مثال کے طور پر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور فرعون کا واقعہ بیان کیا گیا، فرعون اور اس کی قوم کا دردناک انجام بتایا گیا تا کہ کفارِ مکہ اس سے عبرت حاصل کریں۔

(2)......کفارِ مکہ نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کیا تو تُبَّع نامی بادشاہ کی قوم اور ان سے پہلی قوموں جیسے عاد اور ثمود کا انجام بیان کر کے ان کا رد کیا گیا۔

(3)......کفارِ مکہ کے سامنے قیامت کے دن کی ہولناکیاں بیان کی گئیں اور اس دن ہونے والے حساب اور ملنے والے عذاب اور جہنمی کھانے زقوم کے بارے میں بتایا گیا اور سورت کے آخر میں نیک لوگوں کا ٹھکانہ اور برے لوگوں کا ٹھکانہ بتایا گیا تا کہ نیک لوگ خوش ہو جائیں اور برے لوگ دردناک عذاب سے ڈر جائیں اور اپنے برے افعال سے باز آ جائیں۔

سورۂ زُخرُف کے ساتھ مناسبت

سورۂ دُخان کی اپنے سے ماقبل سورت ’’زُخرُف‘‘ کے ساتھ **ایک مناسبت** یہ ہے کہ دونوں سورتوں کے شروع

1......معجم الکبیر، صدی بن العجلان ابو امامة الباهلی... الخ، فضال بن جبیر عن ابی امامة، ٢٦٤/٨، الحدیث: ٨٠٢٦.

www.dawateislami.net

میں قرآنِ مجید کی عظمت وشان بیان ہوئی ہے اور دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورۂ زُخْرُف کے آخر میں اس دن کا ذکر کیا گیا جس میں کفارِ مکہ کو عذاب دیئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے اور سورۂ دُخان میں اس دن کا وصف بیان ہوا ہے کہ اس دن آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

مع ١٢

حٰمٓ ۚ ﴿١﴾ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۙ﴿٢﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ﴿٣﴾

ترجمۂ کنزالایمان: قسم اس روشن کتاب کی۔ بیشک ہم نے اُسے برکت والی رات میں اُتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: حٰمٓ۔ اس روشن کتاب کی قسم۔ بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

﴿حٰمٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ: اس روشن کتاب کی قسم۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قرآنِ پاک کی قسم! جو حلال اور حرام وغیرہ ان احکام کو بیان فرمانے والا ہے جن کی لوگوں کو حاجت اور ضرورت ہے، بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا کیونکہ ہماری شان یہ ہے کہ ہم اپنے عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں۔

www.dawateislami.net

برکت والی رات

اکثر مفسرین کے نزدیک **برکت والی رات** سے شبِ قدر مراد ہے اور بعض مفسرین اس سے شبِ براءت مراد لیتے ہیں۔ اس رات میں مکمل قرآنِ پاک لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا، پھر وہاں سے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام 23 سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے اور اسے برکت والی رات اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں قرآنِ پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس رات میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور دعائیں (خصوصیت کے ساتھ) قبول کی جاتی ہیں۔

جن کثیر علماء کے نزدیک یہاں آیت میں برکت والی رات سے شبِ قدر مراد ہے، ان کی دلیل یہ آیاتِ مبارکہ ہیں،

(1)......اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔

اس آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ قدر میں قرآنِ مجید کو نازل فرمایا اور یہاں ارشاد فرمایا گیا کہ "اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" یعنی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ شبِ قدر اور مبارک رات سے ایک ہی رات مراد ہوتا کہ قرآنِ مجید کی آیات میں تضاد لازم نہ آئے۔

(2)......اور ارشاد فرمایا:

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ قرآنِ مجید کو رمضان کے مہینے میں نازل کیا گیا اور یہاں یوں ارشاد فرمایا کہ "اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" یعنی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ تو ضروری ہوا کہ یہ رات بھی رمضان کے مہینے میں واقع ہو اور جس شخص نے بھی یہ کہا ہے کہ مبارک رات رمضان کے مہینے میں واقع ہے اس نے یہی کہا کہ مبارک رات شبِ قدر ہے۔ (3)

---

1 ......قدر: ١.

2 ......بقرہ: ١٨٥.

3 ......تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ٣، ٩/٦٥٢، خازن، الدخان، تحت الآیۃ: ٣، ٤/١١٢، مدارك، الدخان، تحت الآیۃ: ٣، ص١١٠٩، ابو سعود، الدخان، تحت الآیۃ: ٤، ٥/٥٥٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

شبِ براءت کے فضائل

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ برکت والی رات کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد شبِ براءت ہے، اس مناسبت سے یہاں شبِ براءت کے دو فضائل ملاحظہ ہوں

(1)......اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’اللہ تعالیٰ چار راتوں میں بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے: (1) بقر عید کی رات (2) عید الفطر کی رات (3) شعبان کی پندرہویں رات کہ اس رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اِس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں (4) عرفہ کی رات اذانِ (فجر) تک۔‘‘[(1)]

(2)......حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’میرے پاس جبریل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور (تکبر کی وجہ سے) کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔[(2)]

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۟ۙ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۟ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس رات میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس کے حکم سے، بیشک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔

﴿ **فِيْهَا يُفْرَقُ:** اس رات میں بانٹ دیا جاتا ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس برکت والی رات میں سال بھر میں ہونے والا ہر حکمت والا کام جیسے رزق، زندگی، موت اور دیگر احکام ان فرشتوں کے درمیان

1......در منثور، الدخان، تحت الآية: ٤، ٧/٢٠٤٠.

2......شعب الايمان، الباب الثالث و العشرون من شعب الايمان ... الخ، ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ٣ / ٣٨٣، الحديث: ٣٨٣٧.

www.dawateislami.net

بانٹ دیئے جاتے ہیں جو انہیں سرانجام دیتے ہیں اور یہ تقسیم ہمارے حکم سے ہوتی ہے۔ **بیشک ہم ہی سَیِّدُ المرسلین محمد مصطفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور ان سے پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجنے والے ہیں۔ [1]

یاد رہے کہ کئی احادیث میں بیان ہوا ہے کہ 15 شعبان کی رات لوگوں کے اُمور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ’’کیا تم جانتی ہو اس رات یعنی پندرہویں شعبان میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: **یا رسولَ اللّٰہ!** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اس میں کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ’’اس رات میں اس سال پیدا ہونے والے تمام بچے لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس سال مرنے والے سارے انسان لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق اتارے جاتے ہیں۔‘‘ [2]

ان احادیث اور اس آیت میں مطابقت یہ ہے کہ فیصلہ 15 شعبان کی رات ہوتا ہے اور شبِ قدر میں وہ فیصلہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جنہوں نے اس فیصلے کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ’’لوگوں کے اُمور کا فیصلہ نصف شعبان کی رات کر دیا جاتا ہے اور شبِ قدر میں یہ فیصلہ ان فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو ان اُمور کو سرانجام دیں گے۔‘‘ [3]

رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۙ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ﴿۷﴾

وقف لازم

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

1 ......جلالین، الدخان، تحت الآیة: ٤-٥، ص ٤١٠، روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ٤-٥، ٤٠٤/٨، ملتقطاً.

2 ......مشکوة المصابیح، کتاب الصلاة، باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث، ٢٥٤/١، الحدیث: ١٣٠٥.

3 ......بغوی، الدخان، تحت الآیة: ٤، ١٣٣/٤.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا، اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

﴿رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ: **تمہارے رب کی طرف سے رحمت۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا اترنا اور رسولوں کی تشریف آوری تمہارے اس رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے بندوں پر رحمت ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، بیشک وہی ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کے کاموں اور احوال کو جاننے والا ہے۔ اے کفارِ مکہ! اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ اللّٰہ تعالیٰ ہی آسمان و زمین کا رب ہے تو اس بات پر بھی یقین کر لو کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔[1]

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ؕ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿٨﴾ بَلۡ هُمۡ فِىۡ شَكٍّ يَّلۡعَبُوۡنَ ﴿٩﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جلائے اور مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے، وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔ بلکہ وہ کافر شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔

﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ: **اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔**﴾ یعنی اے لوگو! زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود تمام چیزوں کے رب کے علاوہ تمہارا اور کوئی معبود نہیں، لہٰذا تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اللّٰہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے، وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے گزرے ہوئے باپ دادا کا بھی رب ہے، جس کی ایسی شان ہے صرف وہی رب

[1]......مدارك، الدخان، تحت الآية: ٦-٧، ص ١١١٠، جلالين، الدخان، تحت الآية: ٦-٧، ص ٤١١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہونے اور عبادت کئے جانے کے لائق ہے۔[1]

﴿بَلۡ هُمۡ: بلکہ وہ کافر۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے جو دلائل ذکر کئے گئے ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ کفار اس کی وحدانیت کو مان لیتے لیکن یہ پھر بھی نہیں مانتے بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں پڑے اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں اور انہیں اپنی آخرت کی کوئی فکر ہی نہیں۔

فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۰﴾ یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہے۔

﴿فَارۡتَقِبۡ: تو تم منتظر رہو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے اسلام کی دعوت ملنے پر کفارِ قریش آپ کو جھٹلاتے، آپ کی نافرمانی کرتے اور آپ کا مذاق اڑاتے، اس بنا پر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے خلاف دعا کی کہ ’’یارب! انہیں ایسے سات سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر جیسے سات سال کا قحط حضرت یوسف عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے میں بھیجا تھا۔‘‘ یہ دعا قبول ہوئی اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ارشاد فرمایا گیا ’’اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کافروں کیلئے اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔‘‘ چنانچہ قریش پر قحط سالی آئی اور یہاں تک اس کی شدت ہوئی کہ وہ لوگ مردار کھا گئے اور بھوک سے اس حال کو پہنچ گئے کہ جب اوپر کو

1 ......تفسیر طبری، الدخان، تحت الآیة: ۸، ۱۱/۲۲۴۔

www.dawateislami.net

نظر اٹھاتے اور آسمان کی طرف دیکھتے تو ان کو دھواں ہی دھواں معلوم ہوتا، یعنی ایک تو کمزوری کی وجہ سے انہیں نگاہوں کے سامنے اندھیرا محسوس ہوتا اور دوسرا قحط سے زمین خشک ہوگئی، اس سے خاک اڑنے لگی اور غبار نے ہوا کو ایسا گدلا کر دیا کہ انہیں آسمان دھوئیں کی طرح محسوس ہوتا۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کی علامات میں سے ہے اور قیامت کے قریب ظاہر ہوگا، اس سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے، چالیس دن اور رات رہے گا، اس سے مومن کی حالت تو ایسے ہوجائے گی جیسے زکام ہوجائے جبکہ کافر مدہوش ہوجائیں گے، ان کے نتھنوں، کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا۔ (1)

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (اس دن کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم سے عذاب دور کردے، ہم ایمان لاتے ہیں۔

﴿ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ: اے ہمارے رب! ہم سے عذاب دور کردے۔﴾ یعنی جس دن وہ دھواں لوگوں کو ڈھانپ لے گا اس دن وہ کہیں گے: یہ ایک دردناک عذاب ہے، اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہم سے عذاب دور کردے، ہم ایمان لاتے ہیں اور تیرے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اور قرآن پاک کی تصدیق کرتے ہیں، چنانچہ اس قحط سالی سے تنگ آکر ابوسفیان حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دعا فرمائیں اگر قحط دور ہوگیا تو ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لے آئیں گے۔ (2)

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَ قَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿١٤﴾

وقف لازم

1 ......خازن، الدخان، تحت الآیة: ١٠-١١، ١١٣/٤، جمل، الدخان، تحت الآیة: ١٠-١١، ١١٨/٧-١١٩، ملتقطاً.
2 ......تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیة: ١٢، ٦٥٧/٩، روح المعانی، الدخان، تحت الآیة: ١٢، ١٦٤/١٣، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: کہاں سے ہو انہیں نصیحت ماننا حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا۔ پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کیلئے نصیحت ماننا کہاں ہوگا؟ حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا۔ پھر وہ اس سے منہ پھیر گئے اور کہنے لگے: یہ تو سکھایا ہوا ایک دیوانہ ہے۔

﴿اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى: ان کیلئے نصیحت ماننا کہاں ہوگا؟﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان سے عذاب دور کر دیا جائے تو بھی یہ کہاں ایمان لائیں گے حالانکہ یہ اس سے بڑی بڑی وہ علامات دیکھ چکے ہیں جن سے نصیحت حاصل کر کے ایمان قبول کر سکتے تھے اور وہ علامات یہ ہیں کہ ان کے پاس ایک عظیم الشّان رسول تشریف لایا اور اس نے ان کے سامنے روشن آیات اور ایسے مضبوط معجزات کے ذریعے حق کے راستوں کو واضح کیا کہ انہیں دیکھ کر پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سَرک جائیں لیکن میرے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے پیش کی گئی روشن آیات اور مضبوط معجزات دیکھ کر بھی یہ لوگ ان سے منہ پھیر گئے اور صرف منہ پھیرنے کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ ان کے متعلق یہ اِفتراء بھی کرنے لگے کہ یہ تو کسی آدمی کی طرف سے سکھایا ہوا ہے اور دیوانہ ہے جسے وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت جنات یہ کلمات تلقین کر جاتے ہیں۔ (1)

قرآنِ پاک کی حقانیت دیکھ کر کفار کا حال

قرآنِ مجید کی حقانیت دیکھ کر کفار بہت زیادہ بوکھلا گئے تھے، اسی وجہ سے وہ قرآنِ کریم سے لوگوں کو بہکانے کیلئے کبھی کچھ کہتے اور کبھی کچھ، جیسے کبھی وہ یہ دعویٰ کرتے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کسی آدمی نے سکھایا ہے، جیسا کہ سورۂ نحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر کہتے ہیں: اس نبی کو ایک آدمی سکھاتا ہے۔

(1)......ابو سعود، الدخان، تحت الآیۃ: ١٣-١٤، ٥/٥٥٦، تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ١٣-١٤، ٩/٦٥٧-٦٥٨، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

پھران کفار کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِسَانُ الَّذِیۡ یُلۡحِدُوۡنَ اِلَیۡهِ اَعۡجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیۡنٌ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس آدمی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن روشن عربی زبان میں ہے۔

کبھی یہ کہتے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے، جیسا کہ سورۂ فرقان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکُ افۡتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَیۡهِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کافروں نے کہا: یہ قرآن تو صرف ایک بڑا جھوٹ ہے جو انہوں نے خود بنالیا ہے اور اس پر دوسرے لوگوں نے (بھی) ان کی مدد کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّ زُوۡرًا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو بیشک وہ (کافر) ظلم اور جھوٹ پر آ گئے ہیں۔

اور کبھی یہ دعویٰ کرتے کہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیوں پر مشتمل ایک کتاب ہے۔ جیسا کہ سورۂ فرقان ہی میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ قَالُوۡۤا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ اکۡتَتَبَهَا فَهِیَ تُمۡلٰی عَلَیۡهِ بُکۡرَةً وَّ اَصِیۡلًا (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کافروں نے کہا: (یہ قرآن) پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو اس (نبی) نے کسی سے لکھوالی ہیں تو یہی ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں۔

وقف لازم

اِنَّا کَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِیۡلًا اِنَّکُمۡ عَآئِدُوۡنَ ﴿۱۵﴾

1 ......نحل: ١٠٣.
2 ......فرقان: ٤.
3 ......فرقان: ٥.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر وہی کرو گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم کچھ دنوں کیلئے عذاب دور کرنے والے ہیں۔ بیشک تم پھر لوٹنے والے ہو۔

﴾**اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا:** ہم کچھ دنوں کیلئے عذاب دور کرنے والے ہیں۔﴿ اس آیت میں کفارِ مکہ سے فرمایا جا رہا ہے کہ جیسے ہی ہم تم سے کچھ دنوں کے لئے عذاب دور کردیں گے تم پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاؤ گے جس پر اس سے پہلے قائم تھے۔اس سے مقصود یہ تنبیہ کرنا ہے کہ وہ لوگ اپنے عہد کو پورا نہیں کریں گے کیونکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب کسی مصیبت کی وجہ سے عاجز ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں اور جب ان کا خوف اور مصیبت دور ہوجاتی ہے تو اپنے کفر اور آباء واَجداد کی اندھی پیروی کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔(1)

چنانچہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے صدقے ان کی مصیبت دور ہوجانے کے بعد ایسا ہی ہوا کہ وہ لوگ ایمان نہ لائے اور اپنے شرک و کفر پر ہی قائم رہے۔

یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس دن کو یاد کرو جب ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

﴾**یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى:** اس دن کو یاد کرو جب ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔﴿ یعنی اے مشرکو! اگر میں تم پر نازل ہونے والا وہ عذاب دور کردوں جس نے تمہیں بے حال کردیا ہے، اس کے بعد پھر تم کفر کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنے رب سے کیا ہوا عہد توڑ دو تو میں تم سے اس دن بدلہ لوں گا جب تمہیں بڑی پکڑ کے ساتھ پکڑوں گا۔اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے یا غزوۂ بدر کا دن مراد ہے۔(2)

---

1 ……تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیة: ۱۵، ۹/۶۵۸، ملخصاً.

2 ……تفسیر طبری، الدخان، تحت الآیة: ۱۶، ۱۱/۲۳۰، مدارك، الدخان، تحت الآیة: ۱۶، ص ۱۱۱۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور اُن کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا۔

﴿**وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ**: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کفارِ مکہ اپنے کفر پر ہی قائم ہیں اور اس آیت سے بیان فرمایا کہ ان سے پہلے جو کفار گزرے ہیں ان کا طریقہ بھی یہی رہا تھا۔ چنانچہ اس آیت کی **ایک تفسیر** یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے مشرکینِ مکہ سے پہلے فرعون کی قوم کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا تا کہ وہ ایمان لے آئیں اور ان کا چھپا ہوا حال ظاہر ہو جائے لیکن انہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو ہی اختیار کیا۔ **دوسری تفسیر** یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے مشرکینِ مکہ سے پہلے فرعون کی قوم کو مہلت دے کر اور ان پر رزق وسیع کر کے انہیں آزمائش میں مبتلا کیا تا کہ ان کا چھپا ہوا حال ظاہر ہو جائے اور ان کے پاس ایک معزز رسول حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائے۔ (1)

اَنْ اَدُّوْۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کہ اللہ کے بندوں کو مجھے سپرد کردو بیشک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (اور کہا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو۔ بیشک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں۔

﴿**اَنْ اَدُّوْۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ**: کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو۔﴾ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرعون کے

1 ...... تفسير كبير، الدخان، تحت الآية: ١٧، ٩/ ٦٥٩، روح البيان، الدخان، تحت الآية: ١٧، ٨/ ٤٠٩، مدارك، الدخان، تحت الآية: ١٧، ص ١١١١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

پاس آئے تو اس سے فرمایا: بنی اسرائیل کو میرے حوالے کردو اور تم جو شدتیں اور سختیاں ان پر کرتے ہو اس سے انہیں رہائی دو، بیشک میں تمہارے لیے وحی پر امانت والا، رسول ہوں۔

نوٹ: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ واقعہ سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر **47** میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّیْۤ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹﴾ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یہ کہ اللہ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو۔ بیشک میں تمہارے پاس روشن دلیل لاتا ہوں۔

﴿ **وَ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ:** اور یہ کہ اللہ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعون سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی وحی، اس کے رسول اور اس کے بندوں کی توہین کرکے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو، بیشک میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات کی صورت میں اپنی نبوت اور رسالت کی سچائی کی روشن دلیل لاتا ہوں جس کا انکار کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ (1)

وَ اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ٞ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہوجاؤ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں نے اس بات سے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لی کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم

---

1 ......روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۱۹، ۸/۴۱۰، مدارك، الدخان، تحت الآیة: ۱۹، ص ۱۱۱۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

مجھ پر یقین نہ کرو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

﴿وَ اِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَ رَبِّکُمۡ: اور میں نے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہ فرمایا تو فرعونیوں نے آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ اس پر آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ''میرا توکل اور اعتماد اس پر ہے جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، مجھے تمہاری دھمکی کی کچھ پروا نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بچانے والا ہے اور اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اور مجھے ایذا پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔ (1)

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ مُّجۡرِمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اُس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ تو (ہم نے فرمایا کہ) میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ، ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

﴿فَدَعَا رَبَّهٗ: تو اس نے اپنے رب سے دعا کی۔﴾ فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اس بات کو بھی نہ مانا اور انہیں جھٹلایا تو حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ قبطی مشرک لوگ ہیں اور اپنے کفر پر قائم ہیں اور تو ان کا حال بہتر جانتا ہے، اس لئے جس چیز کے وہ مستحق ہیں تو ان کے ساتھ وہ فرما۔ (2)

﴿فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا: تو میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ۔﴾ جب حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی اور انہیں حکم فرمایا کہ جب دشمن غافل ہو تو بنی اسرائیل کو راتوں رات لے کر مصر سے نکل جاؤ، جب فرعون کو تمہارے نکل جانے کی خبر ملے گی تو وہ اپنے لشکروں کے ساتھ تمہارا پیچھا کرے گا تا کہ

1 ......مدارك، الدخان، تحت الآية: ٢٠-٢١، ص ١١١١، جلالين، الدخان، تحت الآية: ٢٠-٢١، ص ٤١١، ملتقطاً.
2 ......جلالين، الدخان، تحت الآية: ٢٢، ص ٤١١، روح البيان، الدخان، تحت الآية: ٢٢، ٨/٤١١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

تمہیں قتل کردے، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روانہ ہوئے اور دریا پر پہنچ کر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عصا مارا تو دریا میں بارہ خشک راستے پیدا ہوگئے اور آپ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا میں سے گزر گئے۔ (1)

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈبویا جائے گا۔ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے۔ اور کھیت اور عمدہ مکانات۔ اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور دریا کو جگہ جگہ سے کھلا ہوا چھوڑ دو بیشک وہ لشکر غرق کردیا جائے گا۔ وہ کتنے باغ اور چشمے چھوڑ گئے۔ اور کھیت اور عمدہ مکانات۔ اور نعمتیں جن میں وہ عیش کرنے والے تھے۔

﴿وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا: اور دریا کو جگہ جگہ سے کھلا ہوا چھوڑ دو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر آرہا تھا، اس پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے چاہا کہ پھر عصا مار کر دریا کو ملا دیں تاکہ فرعون اس میں سے گزر نہ سکے تو آپ کو حکم ہوا: دریا کو جگہ جگہ سے گزرنے کیلئے کھلا ہوا چھوڑ دو تاکہ فرعونی ان راستوں سے دریا میں داخل ہو جائیں، بیشک وہ لشکر غرق کردیا جائے گا۔ یہ حکم سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اطمینان ہوگیا اور جب فرعون اور اس کے لشکر دریا میں داخل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی کو ملا دیا جس سے وہ سب غرق ہوگئے اور وہ کتنے باغ، چشمے، کھیت، آراستہ و پیراستہ عمدہ مکانات، اور وہ نعمتیں جن میں وہ عیش کرنے والے تھے، چھوڑ گئے الغرض ان کا تمام مال و متاع اور سامان یہیں رہ گیا۔ (2)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو فرعونیوں کی موت کے وقت، جگہ اور کیفیت

1 ……روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۲۳، ۸/۴۱۱.

2 ……مدارک، الدخان، تحت الآیۃ: ۲۴-۲۷، ص۱۱۱۲، جلالین، الدخان، تحت الآیۃ: ۲۴-۲۷، ص۴۱۱، روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۲۴-۲۷، ۸/۴۱۱-۴۱۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سے مُطّلع فرمادیا تھا اور یہ سب چیزیں ان پانچ علوم میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو علومِ خمسہ سے بھی نوازتا ہے۔

كَذٰلِكَ ۖ وَ اَوۡرَثۡنٰهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے یونہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم نے یونہی کیا اور ان چیزوں کا دوسری قوم کو وارث بنادیا۔

﴿ كَذٰلِكَ: ہم نے یونہی کیا۔﴾ یعنی ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ اسی طرح کیا کہ ان کا تمام مال ومتاع سلب کرلیا اور ان چیزوں کا دوسری قوم یعنی بنی اسرائیل کو وارث بنادیا جو ان کے ہم مذہب تھے نہ رشتہ دار اور نہ دوست تھے۔ (1)

آیت "كَذٰلِكَ ۖ وَ اَوۡرَثۡنٰهَا" سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

(1)......کفار کی بستیوں اور ان کے مکانات میں رہنا منع نہیں، ہاں جہاں عذابِ الٰہی آیا ہو وہاں رہنا منع ہے اور چونکہ فرعون کی قوم پر مصر میں عذاب نہ آیا بلکہ انہیں وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کیا گیا لہٰذا مصر میں رہنا درست ہوا۔

(2)......فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد مصر میں خود بنی اسرائیل آباد ہوئے تھے۔ اس کی تائید قرآنِ پاک کی ان آیات سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا:

عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَيَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنادے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

1 ......روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۲۸، ۸/۴۱۲، ملخصاً۔

2 ......اعراف: ۱۲۹۔

www.dawateislami.net

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ؕ وَ تَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ الۡحُسۡنٰى عَلٰى بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ بِمَا صَبَرُوۡا ؕ وَ دَمَّرۡنَا مَا كَانَ يَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَ قَوۡمُهٗ وَ مَا كَانُوۡا يَعۡرِشُوۡنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے اس قوم کو جسے دبایا گیا تھا اُس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا مالک بنادیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پران کے صبر کے بدلے میں تیرے رب کا اچھا وعدہ پورا ہوگیا اور ہم نے وہ سب تعمیرات برباد کردیں جو فرعون اور اس کی قوم بناتی تھی اور وہ عمارتیں جنہیں وہ بلند کرتے تھے۔

فَمَا بَكَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ ؑ ﴿۲۹﴾

ع ۱۴ ۲۹

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔

﴿فَمَا بَكَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم پر آسمان اور زمین نہ روئے کیونکہ وہ ایماندار نہ تھے اور انہیں عذاب میں گرفتار کرنے کے بعد توبہ وغیرہ کے لئے مہلت نہ دی گئی۔ (2)

مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں

یادرہے کہ جب کسی مومن کا انتقال ہوتا ہے تو اس پر آسمان وزمین روتے ہیں جیسا کہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’ہر مومن کے لئے دو دروازے ہیں، ایک سے اعمال اوپر کی طرف چڑھتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو دونوں اس پر روتے ہیں۔ اور اللّٰہ تعالٰی کے اس فرمان ’’ فَمَا بَكَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ ‘‘ میں یہی

1 ......اعراف: ۱۳۷۔

2 ......مدارك، الدخان، تحت الآية: ۲۹، ص۱۱۱۲، خازن، الدخان، تحت الآية: ۲۹، ۴/۱۱۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

مذکور ہے۔‘‘(1)

اور امام مجاہد رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کہا گیا کہ کیا مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: زمین اس بندے پر کیوں نہ روئے جو زمین کو اپنے رکوع و سجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان اس بندے پر کیوں نہ روئے جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہنچتی تھی۔(2)

بعض مفسرین کے نزدیک زمین و آسمان خود نہیں روتے بلکہ یہاں ان کے رونے سے مراد آسمان اور زمین والوں کا رونا ہے جیسا کہ حضرت حسن رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا قول ہے کہ (زمین و آسمان کے رونے سے مراد یہ ہے کہ) آسمان والے اور زمین والے روتے ہیں۔(3)

وَ لَقَدۡ نَجَّیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُهِیۡنِ ﴿۳۰﴾ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی۔ فرعون سے بیشک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو رسوا کن عذاب سے نجات بخشی۔ فرعون سے، بیشک وہ متکبر، حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔

﴿ **وَ لَقَدۡ نَجَّیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو نجات بخشی۔** ﴾ اس سے پہلی آیات میں فرعون کی ہلاکت کی کیفیت بیان کی گئی اور ان آیات میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم پر کئے گئے احسانات کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک ہم نے بنی اسرائیل

1 ......ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الدخان، ١٧١/٥، الحدیث: ٣٢٦٦.
2 ......خازن، الدخان، تحت الآیة: ٢٩، ١١٤/٤.
3 ......مدارك، الدخان، تحت الآیة: ٢٩، ص١١١٢.

www.dawateislami.net

کو اس رُسوا کُن عذاب سے نجات بخشی جو انہیں فرعون کی طرف سے غلامی، مشقّت سے بھرپور خدمتوں، مختوں اور اولاد کے قتل کئے جانے کی صورت میں پہنچتا تھا۔ بیشک فرعون متکبر اور حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔ (1)

وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے اُنہیں دانستہ چن لیا اس زمانہ والوں سے۔ اور ہم نے اُنہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے انہیں جانتے ہوئے اس زمانے والوں پر چن لیا۔ اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں واضح انعام تھا۔

﴿**وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ: اور بیشک ہم نے انہیں جانتے ہوئے چن لیا۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ (بنی اسرائیل پر ہم نے ایک احسان یہ کیا کہ) ہم نے اپنے علم کی بنا پر بنی اسرائیل کو اس زمانے میں تمام جہان والوں پر چُن لیا۔ (2)

یاد رہے کہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ بنی اسرائیل حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی امت سے بھی افضل ہیں کیونکہ بنی اسرائیل کا افضل ہونا اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے۔

﴿**وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ: اور ہم نے انہیں نشانیاں عطا فرمائیں۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ (بنی اسرائیل پر ہم نے ایک احسان یہ کیا کہ) ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں واضح انعام تھا جیسے ان کے لئے دریا میں خشک راستے بنائے، بادل کو سائبان کیا، مَنّ وسَلْوٰی اتارا اور اس کے علاوہ اور نعمتیں دیں۔ (3)

---

1 ...... تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیة: ۳۰-۳۱، ۹/۶۶۱، روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۳۰-۳۱، ۸/۴۱۴، ملتقطاً.

2 ...... مدارك، الدخان، تحت الآیة: ۳۲، ص ۱۱۱۲.

3 ...... خازن، الدخان، تحت الآیة: ۳۳، ۴/۱۱۵.

www.dawateislami.net

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى وَمَا نَحۡنُ بِمُنۡشَرِيۡنَ ﴿۳۵﴾ فَاۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک یہ کہتے ہیں۔ وہ تو نہیں مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے۔ تو ہمارے باپ دادا کو لے آ ؤ اگر تم سچے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک یہ (کفارِ مکہ) ضرور کہتے ہیں۔ بیشک موت تو صرف ہماری پہلی موت ہی ہے اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آ ؤ۔

﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ: بیشک یہ ضرور کہتے ہیں۔﴾ یہاں سے دوبارہ کفارِ مکہ کے بارے میں کلام شروع ہو رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفارِ مکہ ضرور کہتے ہیں کہ اس زندگانی کے بعد ایک موت کے علاوہ ہمارے لئے اور کوئی حال اور زندگی باقی نہیں۔ اس سے ان کا مقصود موت کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرنا تھا جس کو اگلے جملے میں واضح کر دیا کہ ہم موت کے بعد دوبارہ کبھی زندہ کر کے اٹھائے نہیں جائیں گے، اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ ہم مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے تو ہمارے باپ دادا کو دوباہ زندہ کر کے لے آ ؤ۔

کفارِ مکہ نے یہ سوال کیا تھا کہ اگر موت کے بعد کسی کا زندہ ہونا ممکن ہو تو قُصَیّ بن کلاب کو زندہ کر دو اور یہ ان کی جاہلانہ بات تھی کیونکہ جس کام کے لئے وقت مُعَیَّن ہو اس کا اس وقت سے پہلے وجود میں نہ آنا اس کے ناممکن ہونے کی دلیل نہیں ہوتا اور نہ اس کا انکار صحیح ہوتا ہے، جیسے اگر کوئی شخص کسی نئے اُگے ہوئے درخت یا پودے کو کہے کہ اس میں سے اب پھل نکالو ورنہ ہم نہیں مانیں گے کہ اس درخت سے پھل نکل سکتا ہے تو اس کو جاہل قرار دیا جائے گا اور اس کا انکار محض حماقت یا جھگڑا ہوگا۔ (1)

1 ……تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ٣٤-٣٦، ٩/٦٦٢، روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ٣٤-٣٦، ٨/٤١٦-٤١٧، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَهُمۡ خَیۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ ۫ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ بہتر ہیں یا تُبَّع کی قوم اور جوان سے پہلے تھے ہم نے انہیں ہلاک کردیا بیشک وہ مجرم لوگ تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا وہ بہتر ہیں یا تبع (نامی بادشاہ) کی قوم اوران سے پہلے والے لوگ؟ ہم نے انہیں ہلاک کردیا بیشک وہ مجرم لوگ تھے۔

﴾ **اَهُمۡ خَیۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ: کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم۔**﴿ اس آیت میں کفارِ قریش کا رد کیا گیا ہے کہ کیا طاقت وقوت اور شان وشوکت میں کفارِ مکہ بہتر ہیں یا تُبَّع نامی بادشاہ کی قوم اوران سے پہلے والے لوگ جیسے عاد اور ثمود وغیرہ جو کہ کافر امتوں میں سے تھے؟ ان لوگوں کا انجام یہ ہوا کہ ہم نے انہیں ان کے کفر کے باعث ہلاک کردیا، بیشک وہ کافر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر لوگ تھے جس کی وجہ سے عذاب کے حقدار ٹھہرے۔ جب یہ کفارِ مکہ سے زیادہ طاقت وقوت رکھنے کے باوجود کفر کی وجہ سے ہلاک ہوگئے تو کفارِ مکہ جو کہ کفر میں ان کے شریک ہیں، انہیں ہلاک کرنا کونسا دشوار کام ہے، حالانکہ یہ تو ان کے مقابلے میں انتہائی کمزور ہیں۔

یاد رہے کہ اس آیت میں جس تُبَّع کا ذکر ہے یہ تُبَّع حِمْیَری تھے، یہ خود مومن اور یمن کے بادشاہ تھے لیکن ان کی قوم کافر تھی جو کہ انتہائی طاقت وقوت اور شان وشوکت کی مالک تھی اوران کی تعداد بھی بہت کثیر تھی۔ (1)

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’تُبَّع کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ اسلام قبول کرچکے تھے۔‘‘ (2)

اسی تُبَّع نے مدینہ منورہ بسایا، اس تُبَّع نے حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو غائبانہ خط لکھ کر لوگوں کو سپرد

1 ......روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۳۷، ۸ / ۴۱۸، خازن، الدخان، تحت الآیة: ۳۷، ۴ / ۱۱۵، مدارك، الدخان، تحت الآیة: ۳۷، ص ۱۱۱۳، ملتقطاً.

2 ......معجم الکبیر، سهل بن سعد الساعدی، ابو زرعة عمرو بن جابر الحضرمی عن سهل بن سعد، ۶ / ۲۰۳، الحدیث: ۶۰۳۱.

www.dawateislami.net

کیا تھا، کہ جب حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جلوہ گر ہوں تو میرا یہ خط پیش کر دیا جائے، چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان میں جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابو یعلیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وہ خط پیش کیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ: **اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو ایسے ہی کھیل کے طور پر بے مقصد نہیں بنایا کیونکہ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب وثواب نہ ہو تو مخلوق کی پیدائش محض فنا کے لئے ہوگی اور یہ عبث ولعب ہے، تو اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں اعمال کا حساب ہوگا اور ان کی جزا ملے گی۔[1]

مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے اُنہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم نے انہیں حق کے ساتھ ہی بنایا لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں۔

﴿مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ: **ہم نے انہیں حق کے ساتھ ہی بنایا۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ

1 ......مدارك، الدخان، تحت الآية: ۳۸، ص ۱۱۱۳، بيضاوى، الدخان، تحت الآية: ۳۸، ۱۶۳/۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ان کے درمیان ہے سب کو حق کے ساتھ ہی بنایا تا کہ لوگوں کو فرمانبرداری کرنے پر ثواب دیں اور نافرمانی کرنے پر عذاب کریں لیکن کفارِ مکہ میں سے اکثر لوگ غفلت اور غور وفکر نہ کرنے کے باعث جانتے نہیں کہ آسمان وزمین پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے اور حکیم کا کوئی فعل بیکار نہیں ہوتا۔ (1)

اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَۙ ﴿۴۰﴾ يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـًٔا وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَۙ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۴۲﴾ ع

ع ۱۵/۱۳ ۲

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے بیشک وہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک فیصلے کا دن ان سب کا مقرر کیا ہوا وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ مگر جس پر اللہ مہربانی فرمائے، بیشک وہی عزت والا، مہربان ہے۔

﴿اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ: بیشک فیصلے کا دن۔﴾ یعنی قیامت کا دن جس میں اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا، وہ ان سب کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے مقرر کیا ہوا وقت ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں سب کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔ (2)

﴿يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـًٔا: جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کا دن ایسا ہے کہ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور رشتے داری اور محبت نفع نہ دے گی اور نہ ان کافروں کی مدد کی جائے گی البتہ مومنین اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ بے شک وہی اللہ عَزَّوَجَلَّ عزت والا اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غلبے والا ہے

1 ......خازن، الدخان، تحت الآية: ٣٩، ١١٦/٤، روح البيان، الدخان، تحت الآية: ٣٩، ٤٢٣/٨، ملتقطاً.
2 ......خازن، الدخان، تحت الآية: ٤٠، ١١٦/٤، مدارك، الدخان، تحت الآية: ٤٠، ص ١١١٣، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

معانقہ ۱۲

اور اپنے دوستوں یعنی ایمان والوں پر مہربان ہے۔ (1)

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ کَالۡمُہۡلِ ۚ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾ کَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تھوہڑ کا پیڑ۔ گنہگاروں کی خوراک ہے۔ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارے۔ جیسا کھولتا پانی جوش مارے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک زقوم کا درخت۔ گناہگار کی خوراک ہے۔ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہوگا۔ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔

﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ: بیشک زقوم کا درخت۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک جہنم کا کانٹے دار اور انتہائی کڑوا زقوم نام کا درخت بڑے گناہگار یعنی کافر کی خوراک ہے اور جہنمی زقوم کی کیفیت یہ ہے کہ گلے ہوئے تانبے کی طرح کفار کے پیٹوں میں ایسے جوش مارتا ہوگا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔ (2)

جہنمی درخت زقوم کا وصف

زقوم نامی درخت کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخۡرُجُ فِیۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۶۴﴾ طَلۡعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمۡ لَاٰكِلُوۡنَ مِنۡهَا فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے۔ اس کا شگوفہ ایسے ہے جیسے شیطانوں کے سر ہوں۔ پھر بیشک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے۔

1 ......خازن، الدخان، تحت الآية: ٤١-٤٢، ١١٦/٤، جمل، الدخان، تحت الآية: ٤١-٤٢، ١٣٠/٧، ملتقطاً.

2 ......ابو سعود، الدخان، تحت الآية: ٤٣-٤٦، ٥٦٠/٥، جلالين، الدخان، تحت الآية: ٤٣-٤٦، ص ٤١٢، ملتقطاً.

3 ......صافات: ٦٤-٦٦.

www.dawateislami.net

اور ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ(۵۱) لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ(۵۲) فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ(۵۳) فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ(۵۴) فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ(۵۵) هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ[1]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھراے گمراہو، جھٹلانے والو! بیشک تم ضرور زقوم (نام) کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ پھر تم اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ تو ایسے پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ’’اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگانی خراب ہو جائے تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جس کا کھانا ہی یہ ہوگا۔‘‘[2]

اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان سلامت رکھے اور ہمیں جہنم کے اس بدترین عذاب سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِیْمِ(۴۷) ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ(۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اسے پکڑو ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ۔ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اسے پکڑو پھر سختی کے ساتھ اسے بھڑکتی آگ کے درمیان کی طرف گھسیٹتے لے جاؤ۔ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو۔

﴿خُذُوْهُ: اسے پکڑو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ (حساب و کتاب کے بعد) جہنم کے فرشتوں

---

1 ......واقعہ: ۵۱-۵۶۔

2 ......ترمذی، کتاب صفۃ جهنّم، باب ما جاء فی صفۃ شراب اهل النّار، ۴/۲۶۳، الحدیث: ۲۵۹۴.

www.dawateislami.net

کو حکم دیا جائے گا کہ اس گناہگار کو پکڑو، پھر سختی کے ساتھ اسے بھڑکتی آگ کے درمیان کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ، پھر اس کے سر کے اوپر کھولتا ہوا پانی ڈالو تا کہ اس کی شدت سے اسے عذاب پہنچے۔ [1]

نوٹ: جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کی کیفیت کے بارے میں جاننے کے لئے سورۂ حج کی آیت نمبر 19 اور 20 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

ذُقۡ ۚۙ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡكَرِيۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: چکھ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔ بیشک یہ ہے وہ جس میں تم شبہ کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: چکھ۔ تو تو بڑا عزت والا، کرم والا ہے۔ بیشک یہ وہ ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔

﴿ذُقۡ: چکھ۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس جہنمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا تو اس وقت اس کی تذلیل اور توہین کرتے ہوئے اس سے کہا جائے گا: اس ذلت اور اہانت والے عذاب کو چکھ، تو اپنے گمان میں اپنی قوم کے نزدیک بڑا عزت والا کرم والا ہے، تو یہ تیری تعظیم ہو رہی ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں: ابو جہل نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا: مکہ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ عزت والا اور کرم والا کوئی نہیں تو خدا کی قسم! آپ اور آپ کا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے لئے وعید کے طور پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسے عذاب کے وقت یہ طعنہ دیا جائے گا۔

اگلی آیت میں فرمایا گیا کہ کفار سے یہ بھی کہا جائے گا: بیشک جو عذاب تم دیکھ رہے ہو یہ وہ عذاب ہے جس میں تم شک کرتے تھے اور اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ [2]

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ مَقَامٍ اَمِيۡنٍ ﴿۵۱﴾ۙ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿۵۲﴾ۚۙ يَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ﴿۵۳﴾ۚۙ كَذٰلِكَ ۟ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۵۴﴾ؕ

1 ......جلالین، الدخان، تحت الآیة: ۴۷-۴۸، ص ۴۱۲، مدارك، الدخان، تحت الآیة: ۴۷-۴۸، ص ۱۱۱۴، ملتقطاً.

2 ......روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۴۹-۵۰، ۸/۴۲۸، خازن، الدخان، تحت الآیة: ۴۹-۵۰، ۴/۱۱۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ
اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ وَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں۔ باغوں اور چشموں میں۔ پہنیں گے کریب اور قنا دیز آمنے سامنے۔ یونہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے۔ اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن وامان سے۔ اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے اور اللہ نے اُنہیں آگ کے عذاب سے بچالیا۔ تمہارے ربّ کے فضل سے یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ڈر والے امن والی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے۔ یونہی ہوگا اور نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والی عورتوں سے ہم نے ان کا نکاح کردیا۔ وہ جنت میں بے خوف ہوکر ہر قسم کا پھل میوہ مانگیں گے۔ اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا۔ تمہارے رب کے فضل سے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ: بیشک ڈرنے والے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار کے لئے وعید کا بیان ہوا اور یہاں سے پرہیز گاروں کے ساتھ کئے گئے وعدہ کا بیان ہو رہا ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی چھ آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک کفر اور گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں انہیں آفات سے امن نصیب ہوگا اور انہیں اس امن والی جگہ کے چھوٹ جانے کا کوئی خوف نہ ہوگا بلکہ یقین ہوگا کہ وہ وہیں رہیں گے، وہ اس جگہ ہوں گے جہاں باغ اور بہنے والے چشمے ہوں گے، وہاں وہ باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے اور وہ اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے اس طرح ہوں گے کہ کسی کی پشت کسی کی طرف نہ ہوگی۔ جنتی اسی طرح ہمیشہ دل پسند نعمتوں میں رہیں گے اور نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والی خوبصورت عورتوں سے ہم ان کی شادی کریں گے۔ وہ جنت

www.dawateislami.net

میں اس طرح بے خوف ہوکر اپنے جنتی خادموں کو میوے حاضر کرنے کا حکم دیں گے کہ انہیں کسی قسم کا اندیشہ ہی نہ ہوگا، نہ میوے کم ہونے کا، نہ ختم ہوجانے کا، نہ نقصان پہنچانے کا، نہ اور کوئی اندیشہ ہوگا۔ وہ دنیا میں واقع ہونے والی پہلی موت کے سوا جنت میں پھر موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللہ تعالیٰ نے آپ کے رب کے فضل سے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا اور اس سے نجات عطا فرمائی، یہی بڑی کامیابی ہے۔ (1)

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

ع ۱۷ ۳

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا کہ وہ سمجھیں۔ تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کردیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ تو تم انتظار کرو، بیشک وہ بھی انتظار کررہے ہیں۔

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کردیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان عربی میں نازل فرما کر اس لئے آسان کردیا تا کہ آپ کی قوم کے لوگ اسے سمجھیں اور اس سے نصیحت حاصل کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو آپ ان کی ہلاکت اور ان پر آنے والے عذاب کا انتظار کریں، بے شک وہ بھی آپ کی وفات کا انتظار کررہے ہیں۔ (2)

---

1 ...... روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۵۱-۵۷، ۸/۴۲۸-۴۳۱، جلالین، الدخان، تحت الآیۃ: ۵۱-۵۷، ص ۴۱۲، مدارک، الدخان، تحت الآیۃ: ۵۱-۵۷، ص ۱۱۱۴-۱۱۱۵، ملتقطاً.

2 ...... روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۵۸-۵۹، ۸/۴۳۳، خازن، الدخان، تحت الآیۃ: ۵۸-۵۹، ۴/۱۱۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net